Open Access
Islamabad Islamicus
Research Journal
pISSN: 2707-7225/eISSN: 2707-7233
www.islamabadislamicus.com
HJRS HEC Journal Recognition System

Protection of the New Generation, Personality Development and Character Building: A Contemporary Study in the Light of the Teachings of the Qur'an and the Prophetic Sīrah

نسلِ نو کا تحفظ، تعمیرِ شخصیت اور کردار سازی: تعلیماتِ قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں عصری مطالعہ

AUTHORS DETAILS

Dr. Tahira Firdous
Assistant Professor
Department of Islamic Studies
University of Balochistan, Quetta, Pakistan
Email Address: drtahirairfan@gmail.com

CITATION	SUBMISSION TIMELINE	ARTICLE QR
Firdous, T. Protection of the New Generation, Personality Development and Character Building: A Contemporary Study in the Light of the Teachings of the Qur'an and the Prophetic Sīrah. "*Islamabad Islamicus Research Journal*.9, no.1, Jan-Jun (2026):57-76.	**Received:** Feb 19,2026 **Revised:** Mar 21,2026 **Accepted:** April 18, 2026 **Published Online: April** :26, 2026	

PUBLICATION & ETHICS STATEMENT

Published by **Islamabad Education & Relief Foundation (IERF), Islamabad, Pakistan.**
© The Authors. No conflict of interest declared.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

LICENSE

CC BY

Indexed & Abstracted In / Research Profiles

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

Protection of the New Generation, Personality Development and Character Building: A Contemporary Study in the Light of the Teachings of the Qur’an and the Prophetic Sīrah

❖ ❖ ❖

نسلِ نو کا تحفظ، تعمیرِ شخصیت اور کردار سازی: تعلیماتِ قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں عصری مطالعہ

Dr. Tahira Firdous
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
University of Balochistan, Quetta, Pakistan
Email Address: drtahirairfan@gmail.com

❖ ❖ ❖

Abstract

The younger generation constitutes the intellectual, moral, social, and developmental strength of every society, and its proper education and character formation play a decisive role in determining the future direction of nations. In contemporary society, young people are confronted with a wide range of intellectual, moral, educational, socio-economic, cultural, and technological challenges. The rapid expansion of digital media, unrestricted access to online content, weakening family interaction, materialistic tendencies, unemployment, educational inequalities, cultural alienation, and declining moral values have significantly influenced the attitudes, priorities, and behavioral patterns of the younger generation. Against this background, the present study examines the protection, personality development, and character building of the new generation in the light of the teachings of the Qur’an and the Prophetic Sīrah. The study primarily employs descriptive and analytical approaches to identify the fundamental Qur’anic principles of youth development and to examine the practical methodology adopted by the Prophet Muhammad ﷺ in educating and training young people. It argues that the Islamic model of character building is comprehensive and does not confine education to the transmission of information. Rather, it integrates sound faith, worship, righteous conduct, knowledge, moral excellence, modesty, self-discipline, patience, perseverance, social responsibility, and consciousness of accountability. The Prophetic Sīrah demonstrates that young people were educated through wisdom, compassion, dialogue, trust, personal example, and the delegation of meaningful responsibilities. The study also analyses major contemporary challenges affecting youth and highlights the complementary responsibilities of parents, teachers, educational institutions, religious organizations, society, and the state. It concludes that sustainable protection of the younger generation requires a preventive, constructive, and integrated educational framework rooted in the Qur’anic worldview and the Prophetic model of personality formation.

Keywords: New Generation, Personality Development, Character Building, Qur’anic Teachings, Prophetic Sīrah, Youth Education, Moral Development, Contemporary Challenges.

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

تمہید و تعارف

نسلِ نو کسی بھی قوم کے فکری تسلسل، تہذیبی بقا، معاشرتی استحکام اور مستقبل کی تعمیر میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ قومیں اپنے مادی وسائل، سیاسی قوت اور معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ اس انسانی سرمائے کی بنیاد پر بھی پہچانی جاتی ہیں جسے وہ آنے والے زمانے کے لیے تیار کرتی ہیں۔ نوجوانی انسانی زندگی کا وہ مرحلہ ہے جس میں جسمانی قوت، ذہنی استعداد، تخلیقی صلاحیت، عزم، جستجو، بلند حوصلگی اور عملی سرگرمی نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوجوان اگر صحیح فکری سمت، مضبوط اخلاقی بنیاد اور واضح مقصدِ حیات سے وابستہ ہوں تو وہ معاشرے کی تعمیر و ترقی میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں؛ لیکن اگر ان کی فکری و اخلاقی تربیت نظر انداز کر دی جائے تو یہی صلاحیتیں بے مقصدیت، فکری انتشار اور مختلف معاشرتی خرابیوں کی طرف منتقل ہو سکتی ہیں۔ اس اعتبار سے نسلِ نو کا تحفظ محض نوجوانوں کو چند برائیوں سے روکنے کا نام نہیں، بلکہ ان کی فکری، روحانی، اخلاقی اور عملی شخصیت کی متوازن تعمیر کا ایک جامع عمل ہے۔

قرآن مجید نے نئی نسل کی تربیت کو محض اختیاری سماجی سرگرمی قرار نہیں دیا، بلکہ اسے اہلِ ایمان کی ذمہ داریوں سے مربوط کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾[1]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

یہ آیت خاندانی تربیت کے اس بنیادی اصول کو نمایاں کرتی ہے کہ انسان کی ذمہ داری صرف اپنی ذاتی اصلاح تک محدود نہیں رہتی، بلکہ اس کے دائرۂ ذمہ داری میں اس کا خاندان اور بالخصوص نئی نسل بھی شامل ہوتی ہے۔ اولاد کی مادی ضروریات پوری کر دینا تربیت کا مکمل مفہوم نہیں؛ اس کے ساتھ ان کے عقیدہ، اخلاق، عادات، طرزِ فکر اور عملی رویوں کی اصلاح بھی ضروری ہے۔ اس تناظر میں والدین اور خاندان نسلِ نو کے اولین تربیتی ادارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ گھر میں قائم ہونے والی دینی و اخلاقی فضا بچے کی شخصیت پر دیرپا اثرات مرتب کرتی ہے اور اسی ماحول میں اس کے اندر ذمہ داری، دیانت، حیا، احترام اور خیر و شر میں امتیاز کی ابتدائی صلاحیت پروان چڑھتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس تربیتی ذمہ داری کو ایک وسیع اجتماعی اصول کے طور پر بیان فرمایا:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[2]

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اس ارشادِ نبوی ﷺ سے تربیت کا تصور انفرادی سطح سے آگے بڑھ کر اجتماعی جوابدہی سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ والدین، اساتذہ، تعلیمی ادارے، دینی مراکز اور معاشرتی و ریاستی ادارے اپنے اپنے دائرے میں نئی نسل کی تشکیل میں حصہ لیتے ہیں۔ اگر مختلف تربیتی اداروں کے پیغامات ایک دوسرے سے متصادم ہوں تو نوجوان کی شخصیت میں فکری تضاد پیدا ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ اس کے برعکس جب خاندان، تعلیم اور معاشرتی ماحول مشترک اخلاقی اقدار کو تقویت دیتے ہیں تو نوجوان کے لیے ایک متوازن اور ذمہ دار شخصیت کی تشکیل زیادہ ممکن ہو جاتی ہے۔

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

قرآن مجید نوجوانی کو قوت، حرکت اور صلاحیت کے مرحلے کے طور پر سامنے لاتا ہے۔ اصحابِ کہف کے ذکر میں نوجوانوں کے ایمان، جرأت اور استقامت کو خصوصی طور پر نمایاں کرتے ہوئے فرمایا گیا:

﴿إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾[3]

بے شک وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے انہیں ہدایت میں مزید بڑھا دیا۔

یہ قرآنی بیان نوجوان شخصیت کے ایک اہم پہلو کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جوانی صرف جذباتی شدت کا زمانہ نہیں بلکہ مضبوط نظریاتی وابستگی، حق کے لیے قربانی اور ناموافق ماحول کے مقابل اصولی استقامت کا مرحلہ بھی بن سکتی ہے۔ اصحابِ کہف کا واقعہ اس حقیقت کی نمائندگی کرتا ہے کہ نوجوان اگر واضح عقیدے اور صحیح مقصد سے وابستہ ہو جائیں تو معاشرتی دباؤ اور طاقت ور مخالف ماحول کے باوجود اپنی دینی و اخلاقی شناخت محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اسی لیے اسلامی تصورِ تربیت میں نوجوان کی توانائی کو دبانے کے بجائے اسے صحیح مقصد اور مثبت عملی سمت فراہم کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ اس قرآنی تصورِ تربیت کی عملی تعبیر پیش کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کی شخصیت سازی کو صرف وعظ و نصیحت تک محدود نہیں رکھا بلکہ ان کی انفرادی استعداد، ذہنی کیفیت اور عملی صلاحیت کے مطابق ان کی تربیت فرمائی۔ انہیں ایمان و توحید میں پختگی، عبادت سے تعلق، علم کی طلب، عفت و حیا، حسنِ اخلاق، ضبطِ نفس، صبر و استقامت اور اجتماعی ذمہ داری کی تعلیم دی گئی۔ نوجوان صحابہؓ کو تعلیم، دعوت، سفارت، انتظام اور قیادت جیسے اہم میدانوں میں عملی ذمہ داریاں دے کر ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا گیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت علیؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ جیسے نوجوانوں کی خدمات اس امر کی نمایاں مثالیں ہیں کہ نبوی منہج نوجوان کو صرف تربیت کا محتاج فرد نہیں سمجھتا بلکہ اسے اعتماد، رہنمائی اور مناسب مواقع فراہم کر کے معاشرے کا فعال اور ذمہ دار رکن بناتا ہے۔

قرآن مجید نے اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو عملی نمونہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[4]

یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

عصرِ حاضر میں اس نبوی منہج کی معنویت مزید بڑھ جاتی ہے۔ موجودہ نوجوان ایک ایسے ماحول میں زندگی گزار رہا ہے جس میں معلومات اور ابلاغ کے ذرائع غیر معمولی حد تک وسیع ہو چکے ہیں۔ ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا نے علم، تعلیم اور مثبت رابطے کے بے شمار امکانات پیدا کیے ہیں، لیکن اس کے غیر متوازن استعمال نے نوجوانوں کے سامنے اخلاقی، فکری اور نفسیاتی نوعیت کے نئے مسائل بھی پیدا کیے ہیں۔ غیر مناسب مواد تک آسان رسائی، وقت کا غیر مفید استعمال، مجازی دنیا سے غیر معمولی وابستگی، منفی سماجی تقابل اور بیرونی تہذیبی اثرات نوجوانوں کے تصورات، ترجیحات اور رویوں کو متاثر کر سکتے ہیں۔ ان مسائل کا مؤثر مقابلہ محض ممانعت سے نہیں بلکہ نوجوان کے اندر خود احتسابی، ضبطِ نفس، مقصدیت اور اخلاقی قوت پیدا کر کے کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح تعلیم، روزگار، معاشی عدم استحکام، طبقاتی تفاوت، مثبت سماجی سرگرمیوں کی کمی اور نوجوانوں کی بات سننے کے مؤثر ادارہ جاتی مواقع کا فقدان بھی نسلِ نو کی شخصیت سازی سے براہِ راست متعلق ہے۔ نوجوان اگر تعلیم اور محنت کے باوجود اپنے لیے واضح مستقبل

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

محسوس نہ کرے تو اس میں مایوسی، بے مقصدیت اور معاشرتی لاتعلقی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لیے اسلامی تربیتی تصور کو صرف فرد کی اصلاح تک محدود کر کے نہیں دیکھا جاسکتا؛ نوجوان کے لیے ایسا خاندانی، تعلیمی، معاشرتی اور معاشی ماحول فراہم کرنا بھی ضروری ہے جس میں اس کی صلاحیتوں کو مثبت انداز میں نشو و نما مل سکے۔

زیرِ نظر تحقیق کا بنیادی مقصد اسی پس منظر میں نسلِ نو کے تحفظ، تعمیرِ شخصیت اور کردار سازی کے قرآنی و نبوی اصولوں کا مطالعہ کرنا اور عصرِ حاضر میں ان کی معنویت کو واضح کرنا ہے۔ تحقیق میں بالخصوص یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ قرآن مجید نوجوانوں کی فکری و اخلاقی تشکیل کے لیے کن بنیادی اصولوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے نوجوان صحابہؓ کی شخصیت اور کردار کی تعمیر میں کون سے تربیتی اسالیب اختیار فرمائے، موجودہ نسل کو کن اہم فکری، اخلاقی، تعلیمی، معاشی اور تہذیبی چیلنجز کا سامنا ہے، اور ان مسائل کے تناظر میں والدین، اساتذہ، معاشرے اور ریاست کی ذمہ داریوں کو کس طرح ایک مربوط تربیتی لائحۂ عمل میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

اس تحقیق میں بنیادی طور پر توصیفی و تجزیاتی منہج اختیار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی متعلقہ آیات، مستند احادیث، سیرتِ نبوی ﷺ کے تربیتی واقعات اور متعلقہ علمی مصادر کی روشنی میں پہلے اسلامی تصورِ شخصیت و کردار کی بنیادی جہات متعین کی جائیں گی، پھر ان اصولوں کو عصرِ حاضر میں نسلِ نو کو درپیش مسائل کے تناظر میں دیکھا جائے گا۔ اس طرح مطالعے کا مقصود صرف نوجوانوں کے مسائل کی فہرست مرتب کرنا نہیں، بلکہ قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ سے ایک ایسا مربوط تربیتی تصور اخذ کرنا ہے جو ایمان اور اخلاق کے ساتھ علم، کردار، خود ضبطی، سماجی ذمہ داری اور عملی صلاحیت کو بھی نئی نسل کی شخصیت کا لازمی حصہ قرار دیتا ہو۔

اس تناظر میں زیرِ نظر مطالعہ تین بنیادی مباحث پر مشتمل ہو گا۔ پہلے مبحث میں نسلِ نو کے تحفظ اور تعمیرِ شخصیت کی قرآنی و فکری بنیادوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ دوسرے مبحث میں سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی تربیت اور کردار سازی کے عملی منہج کا مطالعہ کیا جائے گا، جبکہ تیسرے مبحث میں عصرِ حاضر کے فکری، اخلاقی، تعلیمی، معاشی اور تہذیبی چیلنجز کا تجزیہ کرتے ہوئے والدین، اساتذہ، معاشرے اور ریاست کے لیے اصلاحی و تربیتی خطوط متعین کیے جائیں گے۔ اس طرح قرآن کی اصولی رہنمائی اور سیرتِ نبوی ﷺ کے عملی منہج کو موجودہ حالات سے مربوط کر کے نسلِ نو کی ایسی شخصیت سازی کا تصور سامنے لانا مقصود ہے جو اپنی دینی شناخت میں مضبوط ہونے کے ساتھ معاصر معاشرے میں مثبت، ذمہ دار اور تعمیری کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

مبحث اول: نسلِ نو کے تحفظ اور تعمیرِ شخصیت کی قرآنی و فکری بنیادیں

نسلِ نو کی تعمیر و تربیت اسلامی نظامِ حیات میں محض ایک معاشرتی ضرورت نہیں بلکہ ایک اہم دینی، اخلاقی اور تمدنی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید انسان کی اصلاح کو فرد کی ذات تک محدود نہیں رکھتا بلکہ خاندان اور معاشرے تک اس کے دائرۂ اثر کو وسیع کرتا ہے۔ بالخصوص نوجوانی چونکہ قوت، عزم، جذبات، فکری تشکیل اور عملی استعداد کا نمایاں مرحلہ ہے، اس لیے اس عمر میں قائم ہونے والے عقائد، اخلاقی رویے اور عملی عادات مستقبل کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ایک طرف اہلِ ایمان کو اپنے اہل و عیال کی دینی حفاظت کا مکلف قرار دیا ہے اور دوسری طرف اصحابِ کہف جیسے نوجوانوں کے ایمان و استقامت کو قابلِ

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

تقلید مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس قرآنی تصور میں نسلِ نو کا تحفظ صرف منفی اثرات سے بچانے تک محدود نہیں بلکہ اس کے اندر ایمان، ذمہ داری، اخلاق، خود احتسابی، علم اور صالح عمل کی صلاحیت پیدا کرنا بھی شامل ہے۔ اسی بنا پر خاندان، تربیت اور نوجوان کی اپنی اخلاقی جواب دہی ایک دوسرے سے مربوط نظر آتی ہیں۔

1۔ نسلِ نو کی اہمیت اور دینی و اخلاقی تربیت کی ضرورت

نوجوان کسی بھی معاشرے کا سب سے فعال انسانی سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان کی جسمانی قوت، ذہنی استعداد، نئے حالات سے مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت اور عملی سرگرمی انہیں معاشرتی تبدیلی میں غیر معمولی اہمیت دیتی ہے۔ تاہم یہ قوت بذاتِ خود مثبت یا منفی نہیں ہوتی؛ اس کا رخ بڑی حد تک تربیت، ماحول، فکر اور مقصدِ زندگی متعین کرتے ہیں۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات نوجوان کی شخصیت کو صرف علمی یا پیشہ ورانہ قابلیت تک محدود نہیں کرتیں بلکہ اس کے ایمان، اخلاق، معاملات، احساسِ جواب دہی اور معاشرتی کردار کو بھی تربیت کا حصہ قرار دیتی ہیں۔

قرآن مجید خاندانی تربیت کی ذمہ داری واضح کرتے ہوئے اہلِ ایمان کو حکم دیتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾[5]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیت میں اپنی ذات کی اصلاح کے ساتھ اہل و عیال کی حفاظت کا حکم اس امر کی دلیل ہے کہ اسلامی تصورِ تربیت میں والدین کی ذمہ داری صرف خوراک، لباس، رہائش اور رسمی تعلیم مہیا کرنے تک محدود نہیں۔ نئی نسل کو ایمان و عقیدہ، حلال و حرام، حسنِ اخلاق اور ذمہ دارانہ طرزِ زندگی سے روشناس کرانا بھی خاندانی ذمہ داری کا حصہ ہے۔ بالخصوص موجودہ دور میں، جب نوجوان بیک وقت گھر، تعلیمی ادارے، دوستوں، ذرائعِ ابلاغ اور ڈیجیٹل دنیا سے اثر قبول کرتا ہے، خاندان کی تربیتی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ مؤثر تربیت کا تقاضا یہ ہے کہ والدین محض نگرانی نہ کریں بلکہ اپنے کردار، مکالمے اور عملی نمونے کے ذریعے نوجوان کے اندر ایسی داخلی اخلاقی قوت پیدا کریں جو بیرونی نگرانی کی عدم موجودگی میں بھی اسے درست فیصلے کرنے کے قابل بنائے۔

اسی ذمہ داری کو رسول اللہ ﷺ نے ایک جامع اصول کے ذریعے بیان فرمایا:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[6]

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

یہ حدیث تربیت کو اختیار کے بجائے جواب دہی کے اصول سے وابستہ کرتی ہے۔ خاندان میں بڑوں کو حاصل مقام محض انتظامی اختیار نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔ اس سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ نوجوان کی غلطی پر صرف اسے موردِ الزام ٹھہرانا کافی نہیں، بلکہ اس ماحول کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے جس میں اس کی شخصیت تشکیل پائی۔ والدین کی بے توجہی، مسلسل تحقیر، تربیتی تضاد یا مثبت مکالمے کا فقدان نوجوان کو گھر سے نفسیاتی طور پر دور کر سکتا ہے۔ نبوی تصورِ نگرانی اس کے برعکس ایسی ذمہ دارانہ سرپرستی چاہتا ہے جس میں محبت اور احتساب، آزادی اور رہنمائی، اعتماد اور نگرانی کے درمیان توازن قائم ہو۔

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76
اسلام آباد اسلامیکس

اولاد کے لیے بہترین عطیے کی نوعیت واضح کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے:

«مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ»[7]

کسی والد نے اپنی اولاد کو اچھے ادب اور بہترین تربیت سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں دیا۔

اس روایت کا مرکزی مفہوم یہ ہے کہ مادی وسائل اپنی جگہ اہم ہونے کے باوجود اولاد کے لیے سب سے دیرپا سرمایہ حسنِ تربیت ہے۔ دولت، سہولت اور تعلیمی اسناد نوجوان کے لیے مواقع فراہم کر سکتی ہیں، لیکن ان وسائل کا صحیح استعمال اخلاقی شخصیت ہی ممکن بناتی ہے۔ اچھے ادب کا مفہوم صرف ظاہری آداب تک محدود نہیں بلکہ گفتار، معاملات، دوسروں کے حقوق، ضبطِ نفس اور ذمہ دارانہ رویے کو بھی محیط ہے۔ چنانچہ نسلِ نو کی تعمیر میں یہ سوال بنیادی اہمیت اختیار کرتا ہے کہ نوجوان کیا حاصل کر رہا ہے، اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا جائے کہ وہ کس نوعیت کا انسان بن رہا ہے۔

کردار سازی میں اخلاق کی مرکزیت رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں نمایاں ہے۔ آپ ﷺ سے روایت ہے:

«إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ»[8]

میں صالح اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

یہ نبوی ارشاد اخلاق کو اسلامی تربیت کے ضمنی پہلو کے بجائے اس کے بنیادی مقاصد میں شامل کرتا ہے۔ نئی نسل کی کامیاب تربیت اس وقت مکمل سمجھی جا سکتی ہے جب علم اور مہارت کے ساتھ سچائی، امانت، عدل، حیا، رحم، احترامِ انسانیت اور ضبطِ نفس اس کے عملی کردار میں ظاہر ہوں۔ اگر نوجوان علمی طور پر ترقی یافتہ لیکن اخلاقی طور پر غیر ذمہ دار ہو تو اس کی قابلیت معاشرتی خیر کے بجائے نقصان کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ اس لیے قرآن و سیرت کی روشنی میں شخصیت سازی کا مطلوبہ نمونہ وہ ہے جس میں فکری قابلیت اور اخلاقی پختگی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔

قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے اخلاقی مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾[9]

اور بے شک آپ ﷺ عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔

اس آیت کی روشنی میں سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کے لیے اخلاق کا محض نظری بیان نہیں رہتی بلکہ ایک زندہ عملی معیار بن جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی صداقت، امانت، حلم، عفو، عدل، شفقت اور مخالفین کے ساتھ بھی اخلاقی حدود کی پاسداری یہ واضح کرتی ہے کہ اسلامی کردار حالات کے تابع نہیں بلکہ اصولوں سے وابستہ ہوتا ہے۔ نسلِ نو کو سیرت سے جوڑنے کا مقصد صرف واقعات یاد کرانا نہیں، بلکہ یہ شعور پیدا کرنا ہے کہ نبوی اخلاق کو گھر، تعلیمی ادارے، معاشرتی تعلقات، پیشہ ورانہ زندگی اور موجودہ ڈیجیٹل تعاملات میں کس طرح عملی صورت دی جا سکتی ہے۔

اس طرح نسلِ نو کی دینی و اخلاقی تربیت ایک مسلسل اور مشترکہ ذمہ داری کے طور پر سامنے آتی ہے۔ خاندان اس کی پہلی بنیاد فراہم کرتا ہے، تعلیمی ادارہ علم اور فکری نظم پیدا کرتا ہے، معاشرہ عملی اقدار کے لیے ماحول مہیا کرتا ہے، جبکہ نوجوان خود شعور و بلوغ کے ساتھ اپنی شخصیت اور اعمال کا ذمہ دار بنتا جاتا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں کامیاب تربیت وہ ہے جو نوجوان کو محض برائی سے

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76
اسلام آباد اسلامیکس

روکنے کے بجائے خیر کو شعوری طور پر اختیار کرنے، اپنے فیصلوں کا محاسبہ کرنے اور اپنی صلاحیتوں کو معاشرتی بھلائی میں استعمال کرنے کے قابل بنائے۔ یہی داخلی کردار سازی نسلِ نو کے پائیدار تحفظ کی بنیادی ضمانت بن سکتی ہے۔

2۔ قرآن مجید میں عہدِ شباب، شخصیت اور کردار سازی کے بنیادی اصول

اسلامی تصور میں جوانی قوت اور صلاحیت کے ساتھ ذمہ داری کا دور بھی ہے۔ قرآن مجید نے متعدد واقعات کے ذریعے ایسے نوجوانوں کو نمایاں کیا ہے جنہوں نے شدید فکری، سیاسی اور معاشرتی دباؤ کے باوجود حق سے وابستگی برقرار رکھی۔ ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نوجوانی کو محض جذباتی بے اعتدالی کا زمانہ تصور کرنا قرآنی نقطۂ نظر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتا؛ صحیح تربیت اور واضح مقصد کے ساتھ یہی مرحلہ ایمان، جرأت، قربانی اور استقامت کا اعلیٰ مظہر بن سکتا ہے۔

اصحابِ کہف کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾[10]

ہم آپ کو ان کا واقعہ ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں؛ بے شک وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے انہیں ہدایت میں مزید بڑھا دیا۔

قرآن کا ان اہلِ ایمان کو خصوصاً نوجوان قرار دینا معنی خیز ہے۔ ان کی امتیازی خصوصیت عمر نہیں بلکہ ایسا ایمان تھا جس نے انہیں غالب فکری و معاشرتی ماحول کے سامنے اپنی دینی شناخت برقرار رکھنے کی قوت دی۔ اس واقعے سے عصرِ حاضر کے نوجوان کے لیے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ شخصیت کی پختگی صرف ماحول سے مطابقت کا نام نہیں؛ بعض اوقات صحیح کردار کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ انسان اجتماعی دباؤ کے باوجود اصولی موقف پر قائم رہے۔ موجودہ دور میں جب نوجوان مختلف ڈیجیٹل اور ثقافتی اثرات سے بیک وقت واسطہ رکھتا ہے، اصحابِ کہف کی مثال دینی شناخت، شعوری انتخاب اور اخلاقی استقلال کی غیر معمولی معنویت واضح کرتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ایمان لانے والوں کے بارے میں بھی قرآن مجید نوجوان نسل کے کردار کی طرف توجہ دلاتا ہے:

﴿فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ﴾[11]

پس موسیٰ علیہ السلام پر ان کی قوم میں سے ایک نوجوان گروہ ہی ایمان لایا، باوجود اس خوف کے کہ فرعون اور اس کے سردار انہیں آزمائش میں مبتلا کریں گے۔

یہ قرآنی مثال نوجوانی اور اخلاقی جرأت کے تعلق کو سامنے لاتی ہے۔ فرعونی نظام کے سیاسی جبر اور ممکنہ نقصان کے باوجود ایمان کا انتخاب اس امر کی علامت تھا کہ مضبوط نظریاتی شخصیت مفاد اور خوف سے بالاتر ہو کر فیصلہ کر سکتی ہے۔ کردار سازی کا ایک بنیادی مقصد یہی ہونا چاہیے کہ نوجوان محض معاشرتی مقبولیت، گروہی دباؤ یا فوری فائدے کی بنیاد پر فیصلے نہ کرے بلکہ حق و باطل کے شعور کے مطابق اپنا موقف متعین کر سکے۔ ایسی فکری خود مختاری نوجوان کو انتہا پسندی یا بے قید انفرادیت کی طرف نہیں بلکہ اصول، علم اور اخلاق کی بنیاد پر ذمہ دارانہ انتخاب کی طرف لے جاتی ہے۔

انسانی زندگی میں قوت کے مرحلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً﴾[12]

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قوت عطا کی، پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا کر دیا۔

یہاں قوت انسانی زندگی کے اس درمیانی مرحلے کی اہمیت واضح کرتی ہے جس میں انسان نسبتاً زیادہ جسمانی اور عملی قوت کا حامل ہوتا ہے۔ اس قوت کا اسلامی تصور محض جسمانی توانائی تک محدود نہیں رہتا؛ اسے ذمہ داری، عبادت، علم، معاش، خدمت اور اصلاح کے مثبت مقاصد سے مربوط کیا جاتا ہے۔ جوانی چونکہ محدود مدت کی قوت ہے، اس لیے اس کا صحیح استعمال شخصیت سازی میں فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ نوجوان کو اپنی توانائی کے مقصد اور جواب دہی کا شعور دینا اسی بنا پر اسلامی تربیت کا اہم حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے قیامت کی جواب دہی کے تناظر میں جوانی کو خصوصی طور پر ذکر فرمایا:

«لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ... وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ»[13]

قیامت کے دن انسان کے قدم اپنے رب کے سامنے سے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے... اور اس کی جوانی کے بارے میں کہ اس نے اسے کس کام میں گزارا۔

عمر کے عمومی سوال کے ساتھ جوانی کا مستقل ذکر اس مرحلے کی غیر معمولی ذمہ داری کو نمایاں کرتا ہے۔ نوجوانی میں انسان کو حاصل وقت، صحت، قوت اور سیکھنے کی صلاحیتیں ایسی نعمتیں ہیں جن کے استعمال سے مستقبل کی زندگی بڑی حد تک تشکیل پاتی ہے۔ اس لیے اسلامی تربیت نوجوان کو محض مستقبل کے لیے تیار نہیں کرتی بلکہ اسے موجودہ وقت ہی میں ذمہ دار سمجھتی ہے۔ تعلیم، عبادت، معاش، خاندان اور سماجی خدمت میں اس کی صلاحیتوں کا مثبت استعمال اسی جواب دہی کا عملی اظہار ہے۔

یوں قرآن و سنت کی روشنی میں عہدِ شباب کے بنیادی اصول ایمان، ہدایت، اصولی استقامت، قوت کے ذمہ دارانہ استعمال اور آخرت کی جواب دہی سے عبارت ہیں۔ ان اصولوں پر قائم شخصیت نوجوان کو حالات کا غیر فعال نتیجہ بننے کے بجائے اپنے ماحول میں خیر کا فعال عامل بناتی ہے۔ یہی قرآنی بنیاد اگلے مبحث میں سیرتِ نبوی ﷺ کے عملی منہجِ تربیت کو سمجھنے کے لیے اساس فراہم کرتی ہے۔

مبحث دوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں نسلِ نو کی تربیت اور کردار سازی

رسول اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں نسلِ نو کی تربیت محض چند اخلاقی نصائح تک محدود نہیں بلکہ ایک جامع اور تدریجی نظامِ تربیت کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ آپ ﷺ نے نوجوان صحابہؓ کی شخصیت کو ایمان و توحید کی مضبوط بنیاد فراہم کرنے کے ساتھ عبادت، اعمالِ صالحہ، علم، عفت و حیا، حسنِ اخلاق، ضبطِ نفس اور صبر و استقامت جیسی صفات سے آراستہ فرمایا۔ نبوی تربیت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ نوجوانوں کی عمر، استعداد اور نفسیاتی کیفیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان سے براہِ راست مکالمہ کیا جاتا، انہیں اعتماد دیا جاتا اور عملی ذمہ داریاں تفویض کر کے ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ کے نوجوان محض دینی تعلیم حاصل کرنے والے افراد نہیں رہے بلکہ تعلیم، دعوت، قیادت اور اجتماعی خدمت کے میدانوں میں نمایاں کردار ادا

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

اسلام آباد اسلامیکس

کرنے لگے۔ عصرِ حاضر میں نسلِ نو کی تعمیرِ شخصیت کے لیے اس منہج کا مطالعہ اس لیے اہم ہے کہ یہ تربیت کو خارجی نگرانی سے آگے بڑھا کر داخلی ایمان، اخلاقی شعور اور ذمہ دارانہ عمل سے مربوط کرتا ہے۔

1۔ ایمان، توحید، عبادات اور اعمالِ صالحہ کے ذریعے شخصیت سازی

نبوی منہجِ تربیت میں شخصیت سازی کا نقطۂ آغاز ایمان اور توحید ہے۔ مضبوط کردار کے لیے صرف خارجی ضابطے کافی نہیں ہوتے؛ انسان کے اندر ایک ایسی ایمانی قوت بھی ضروری ہے جو تنہائی اور اجتماع، آسانی اور مشکل اور نفع و نقصان ہر حالت میں اس کے طرزِ عمل کی رہنمائی کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوان صحابہؓ کے دلوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی معرفت، توحید، توکل اور جواب دہی کا شعور راسخ کیا۔ یہی ایمانی تربیت بعد میں ان کی عبادات، اخلاق اور اجتماعی زندگی کی بنیاد بنی۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نوجوان صحابہ میں علمی بصیرت اور دینی فہم کے اعتبار سے ممتاز مقام رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عقیدۂ توحید پر براہِ راست تربیت کرتے ہوئے فرمایا:

> «يَا مُعَاذُ، أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ؟» قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا»[14]
>
> حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔

اس مکالمے میں نبوی تربیت کا نہایت اہم اسلوب سامنے آتا ہے۔ آپ ﷺ نے عقیدۂ توحید کو محض نظری مسئلے کے طور پر بیان نہیں کیا بلکہ سوال و جواب کے ذریعے نوجوان صحابی کو ذہنی طور پر گفتگو میں شریک کیا۔ توحید شخصیت کو ایک واضح مرکز فراہم کرتی ہے؛ جب نوجوان اپنی عبادت، امید، خوف اور جواب دہی کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرتا ہے تو اس کے فیصلوں کا معیار محض معاشرتی دباؤ یا وقتی منفعت نہیں رہتا۔ عصرِ حاضر میں نوجوان کی فکری مضبوطی کے لیے بھی ضروری ہے کہ مذہبی شناخت محض موروثی نسبت نہ رہے بلکہ علم، شعور اور داخلی یقین پر قائم ہو۔

نوجوانوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے عبادت کو خصوصی اہمیت دی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی مشہور حدیث میں ان سات خوش نصیب افراد کا ذکر ہے جنہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خصوصی سایہ عطا فرمائے گا۔ ان میں ایک نوجوان کے بارے میں فرمایا:

> «وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ»[15]
>
> اور وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پروان چڑھا۔

اس مختصر نبوی تعبیر میں نوجوانی اور عبادت کے درمیان گہرا تربیتی تعلق موجود ہے۔ جوانی خواہشات، توانائی اور متعدد خارجی کششوں کا زمانہ ہے؛ ایسے مرحلے میں عبادت سے وابستگی انسان کے اندر خود نظم، وقت کی پابندی، ضبطِ نفس اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی پیدا کرتی ہے۔ نماز، ذکر، تلاوت اور دیگر عبادات کو اگر صرف رسمی اعمال کے بجائے شعوری تربیت کے طور پر اختیار کیا جائے تو وہ

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

نوجوان کی شخصیت میں داخلی نظم پیدا کرتی ہیں۔ اسی لیے نبوی تربیت میں عبادت دنیا سے لاتعلقی کا ذریعہ نہیں بلکہ عملی زندگی کو اخلاقی مرکز فراہم کرنے کا وسیلہ بنتی ہے۔

قرآن مجید ایمان کے ساتھ عملِ صالح کو انسانی قدر و منزلت کی بنیادی علامت قرار دیتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾[16]

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے، وہی بہترین مخلوق ہیں۔

یہاں ایمان اور عملِ صالح کا باہمی تعلق اسلامی تصورِ شخصیت کی جامعیت واضح کرتا ہے۔ ایسا ایمان جو کردار، معاملات اور معاشرتی رویوں میں ظاہر نہ ہو، تربیتی مقصد کو مکمل نہیں کرتا۔ نوجوان کے لیے عملِ صالح کا دائرہ عبادات کے ساتھ والدین سے حسنِ سلوک، حصولِ علم، دیانت دارانہ معاش، حقوق العباد، معاشرتی خدمت اور ذمہ داریوں کی ادائیگی تک وسیع ہے۔ اس طرح صالح شخصیت وہ ہے جس میں عقیدہ عملی کردار میں تبدیل ہو۔ نبوی منہج نوجوان کی داخلی فکر اور خارجی عمل دونوں کی اصلاح کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نوجوان حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو جو جامع نصیحت فرمائی، اس میں توحید، توکل اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی نہایت مؤثر تربیت موجود ہے:

«يَا غُلَامُ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ»[17]

اے لڑکے! میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں: اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا؛ اللہ کے حقوق کا خیال رکھو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے؛ جب مانگو تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد چاہو تو اللہ ہی سے مدد چاہو۔

اس حدیث میں نوجوان کی تربیت کے لیے خطاب کی شفقت، اختصار اور معنوی گہرائی تینوں جمع ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کم عمری ہی میں حضرت ابن عباسؓ کے اندر اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور داخلی ذمہ داری کا شعور پیدا فرمایا۔ ایسی تربیت بیرونی نگرانی پر انحصار کم کر کے انسان کے اندر خود احتسابی پیدا کرتی ہے۔ موجودہ دور میں، جب نوجوان کی زندگی کا بڑا حصہ ایسی ڈیجیٹل اور سماجی فضا میں گزرتا ہے جہاں والدین یا استاد کی براہِ راست نگرانی ممکن نہیں، یہی داخلی جواب دہی اس کے اخلاقی تحفظ کی مضبوط بنیاد بن سکتی ہے۔

2۔ علم، عفت و حیا، حسنِ اخلاق اور صبر و استقامت کی نبوی تربیت

نبوی منہج میں ایمان اور عبادت کے ساتھ علم و اخلاق کو شخصیت سازی میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو پہچانا، ان کے سوالات سنے، ان کی علمی تربیت فرمائی اور انہیں عملی میدان میں آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کیے۔ اس تربیت میں محض معلومات کی فراہمی مقصود نہ تھی بلکہ ایسا انسان تیار کرنا مطلوب تھا جو علم کو کردار، دعوت اور معاشرتی خدمت میں تبدیل کر سکے۔

نوجوان صحابہؓ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ اس منہج کی نمایاں مثال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرتِ مدینہ سے قبل انہیں اہلِ یثرب کی تعلیم و دعوت کے لیے روانہ فرمایا۔ ایک نوجوان صحابی کو ایسے حساس دعوتی و تعلیمی منصب پر مامور کرنا اس اعتماد کی علامت تھا جو

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

نبوی تربیت نوجوانوں کی صلاحیت پر قائم کرتی تھی۔ حضرت مصعبؓ نے حکمت، علم اور حسنِ دعوت کے ذریعے مدینہ میں اسلام کے تعارف اور اشاعت میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نوجوانوں کی کردار سازی صرف انہیں نصیحتیں کرنے سے مکمل نہیں ہوتی؛ انہیں ذمہ داری، عملی میدان اور خدمت کے مواقع بھی فراہم کرنا ضروری ہیں۔ اعتماد کے ساتھ دی گئی ذمہ داری نوجوان میں خود اعتمادی، فیصلہ سازی اور اجتماعی جواب دہی پیدا کرتی ہے۔

عفت و حیا نوجوان کی اخلاقی شخصیت کا دوسرا اہم پہلو ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حیا کو ایمان سے مربوط کرتے ہوئے فرمایا:

«الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ»[18]

حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

اسلامی تصور میں حیا محض معاشرتی جھجک نہیں بلکہ ایک داخلی اخلاقی کیفیت ہے جو انسان کو نامناسب قول و فعل سے روکتی ہے۔ نوجوان کی شخصیت میں حیا پیدا ہو جائے تو وہ تنہائی میں بھی اپنے رویے کا محاسبہ کرتا ہے۔ موجودہ ڈیجیٹل ماحول میں اس وصف کی معنویت مزید نمایاں ہو جاتی ہے، کیونکہ غیر مناسب بصری و فکری مواد تک رسائی محض خارجی پابندیوں سے مکمل طور پر نہیں روکی جا سکتی۔ حیا، تقویٰ اور خود احتسابی نوجوان کے اندر ایسا داخلی اخلاقی نظام تشکیل دیتے ہیں جو اسے اپنی نگاہ، گفتگو، تعلقات اور ڈیجیٹل سرگرمیوں کے بارے میں ذمہ دارانہ فیصلہ کرنے کی صلاحیت دیتا ہے۔

نوجوانوں کے مسائل کے حل میں رسول اللہ ﷺ کا طریقۂ مکالمہ بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت ابو امامہؓ کی روایت میں ایک نوجوان نے رسول اللہ ﷺ سے زنا کی اجازت طلب کی۔ حاضرین نے اسے ڈانٹا، مگر رسول اللہ ﷺ نے اسے قریب بلایا اور اس کی ذہنی کیفیت کو سمجھتے ہوئے سوال کیا:

«أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟» قَالَ: لَا وَاللَّهِ، جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ، قَالَ: «وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ»[19]

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: دوسرے لوگ بھی اسے اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔

یہ واقعہ نبوی تربیت کی نفسیاتی اور مکالماتی جہت کو نمایاں کرتا ہے۔ نوجوان کی غلط خواہش پر فوری تحقیر یا سماجی اخراج کے بجائے رسول اللہ ﷺ نے اسے قریب کیا، اس کی بات سنی اور اسی کی اخلاقی حس کو بیدار کر کے اسے نتیجے تک پہنچایا۔ یہ اسلوب عصرِ حاضر کے والدین اور اساتذہ کے لیے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ نوجوان کے سوال کو دبانے سے سوال ختم نہیں ہوتا؛ ممکن ہے وہ جواب کے لیے غیر معتبر ذرائع کی طرف چلا جائے۔ صحیح تربیت یہ ہے کہ اس کے سوال کو سنا جائے، غلطی کی قباحت عقلی و اخلاقی طور پر واضح کی جائے اور اسے اصلاح کا محفوظ راستہ فراہم کیا جائے۔

حسنِ اخلاق کے ساتھ ضبطِ نفس بھی کردار کی پختگی کا بنیادی معیار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ»[20]

طاقت ور وہ نہیں جو لوگوں کو کشتی میں پچھاڑ دے، بلکہ حقیقی طاقت ور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76
اسلام آباد اسلامیکس

اس حدیث میں قوت کے عمومی تصور کو اخلاقی معنی دیے گئے ہیں۔ نوجوانی میں جسمانی قوت اور جذباتی شدت نسبتاً نمایاں ہو سکتی ہے، لیکن نبوی تربیت حقیقی قوت کو اپنے نفس اور ردِ عمل پر قابو پانے سے تعبیر کرتی ہے۔ غصے کے وقت ضبط، اختلاف کے وقت تہذیب اور اشتعال کے باوجود عدل پر قائم رہنا پختہ کردار کی نشانیاں ہیں۔ موجودہ دور میں، بالخصوص سوشل میڈیا کے فوری ردِ عمل اور جارحانہ مباحث کے ماحول میں، یہ نبوی اصول نوجوانوں کو جذباتی فیصلوں، نفرت انگیز گفتگو اور غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل سے محفوظ رکھنے کے لیے نہایت اہم ہے۔

قرآن مجید ایمان کے بعد استقامت کو کامیاب شخصیت کی علامت قرار دیتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[21]

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

استقامت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان وقتی جوش کے بجائے مسلسل اصولی زندگی اختیار کرے۔ نوجوان کی کردار سازی میں یہ وصف اس لیے بنیادی ہے کہ زندگی کے تعلیمی، معاشی، جذباتی اور سماجی مراحل ہمیشہ یکساں نہیں رہتے۔ ناکامی، محرومی اور دباؤ کے مواقع پر اصول چھوڑ دینا آسان ہو سکتا ہے، لیکن قرآن مطلوبہ شخصیت وہ قرار دیتا ہے جو اپنے ایمان اور اخلاقی اقدار پر قائم رہے۔ صبر و استقامت نوجوان کو مشکلات کے مقابل غیر فعال نہیں بناتے بلکہ اسے جذباتی شکست کے بجائے منظم کوشش، امید اور ذمہ دارانہ جدوجہد کی طرف لے جاتے ہیں۔

نبوی منہج تربیت کا مجموعی مطالعہ واضح کرتا ہے کہ نئی نسل کی مضبوط شخصیت کسی ایک صفت سے تشکیل نہیں پاتی۔ ایمان اسے مقصد فراہم کرتا ہے، عبادت داخلی تعلق پیدا کرتی ہے، علم شعور عطا کرتا ہے، حیا اخلاقی حدود محفوظ کرتی ہے، حسنِ اخلاق معاشرتی رویہ درست کرتا ہے، ضبطِ نفس جذبات کو متوازن کرتا ہے اور صبر و استقامت اسے مشکلات میں قائم رکھتے ہیں۔ انہی اوصاف کے امتزاج سے وہ متوازن شخصیت وجود میں آتی ہے جس کا عملی نمونہ نوجوان صحابہؓ کی زندگیوں میں نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ عصرِ حاضر میں نسلِ نو کی تربیت کے لیے بھی اسی جامع نبوی منہج کو جدید حالات اور مسائل کے تناظر میں مؤثر انداز سے بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔

مبحث سوم: نسلِ نو کو درپیش عصری چیلنجز اور قرآن و سیرت کی روشنی میں تحفظ کی عملی جہات

موجودہ عہد میں نسلِ نو کی تربیت کا مسئلہ محض انفرادی اخلاق یا خاندانی نظم تک محدود نہیں رہا بلکہ اس کے ساتھ فکری، تہذیبی، تعلیمی، معاشی، سماجی اور ابلاغی عوامل بھی گہرے طور پر وابستہ ہو چکے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ، ڈیجیٹل دنیا، غیر محدود معلومات، ثقافتی عالمگیریت، معاشی عدم استحکام، بے روزگاری، خاندانی روابط کی کمزوری اور مقصدِ زندگی سے دوری نے نوجوانوں کے لیے ایسے نئے مسائل پیدا کیے ہیں جن کا مقابلہ صرف ممانعت یا خارجی نگرانی سے ممکن نہیں۔ قرآن مجید اور سیرتِ نبوی ﷺ کا تربیتی منہج اس سلسلے میں ایک متوازن تصور پیش کرتا ہے جس میں ایمان و اخلاق کی داخلی قوت کے ساتھ تعلیم، مکالمہ، ذمہ داری، معاشی خود کفالت

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

اور صالح ماحول کی تشکیل بھی شامل ہے۔اس لیے نسلِ نو کے تحفظ کو محض برائیوں سے بچانے کے منفی مفہوم میں نہیں بلکہ نوجوان کی علمی، اخلاقی اور عملی صلاحیتوں کو مثبت رخ دینے کے جامع عمل کے طور پر سمجھنا ضروری ہے۔

1۔ فکری و اخلاقی چیلنجز، ڈیجیٹل ماحول اور تہذیبی شناخت کا تحفظ

عصرِ حاضر کے نوجوان کو درپیش اہم مسائل میں فکری انتشار اور اخلاقی بے سمتی نمایاں ہیں۔ ڈیجیٹل ذرائع نے علم اور معلومات تک غیر معمولی رسائی فراہم کی ہے، لیکن اسی کے ساتھ ایسے نظریات، طرزِ زندگی اور اخلاقی تصورات بھی نوجوان تک براہِ راست پہنچ رہے ہیں جو اس کی دینی و تہذیبی شناخت پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ مسئلہ جدید ذرائع کا وجود نہیں بلکہ ان کے استعمال کے لیے فکری معیار اور اخلاقی ضبط کا فقدان ہے۔ اگر نوجوان کو صحیح و غلط، نافع و مضر اور حقیقت و گمراہی میں امتیاز کی علمی صلاحیت نہ دی جائے تو معلومات کی کثرت بھی فکری استحکام کے بجائے ذہنی انتشار کا سبب بن سکتی ہے۔

قرآن مجید انسان کے علمی رویے کے لیے بنیادی اصول بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾[22]

اور اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں؛ بے شک کان، آنکھ اور دل، ان سب کے بارے میں باز پرس ہو گی۔

یہ آیت جدید معلوماتی ماحول میں نوجوانوں کی تربیت کے لیے غیر معمولی معنویت رکھتی ہے۔ قرآن سماعت، بصارت اور قلب تینوں کو جواب دہ قرار دے کر معلومات کے حصول اور ابلاغ کو اخلاقی ذمہ داری سے مربوط کرتا ہے۔ سوشل میڈیا کے ماحول میں غیر مصدقہ خبر کو آگے بڑھانا، ہر دکھائی دینے والے مواد کو قبول کرنا، دوسروں کی نجی زندگی میں مداخلت یا ایسا مواد دیکھنا جو فکر و اخلاق کو نقصان پہنچائے، محض تکنیکی سرگرمیاں نہیں بلکہ اخلاقی انتخاب بھی ہیں۔ اس قرآنی اصول کی روشنی میں ڈیجیٹل تربیت کا مقصد نوجوان کو انٹرنیٹ سے الگ کرنا نہیں بلکہ اسے ایسا علمی و اخلاقی معیار فراہم کرنا ہے جس سے وہ خود اپنے انتخاب کا محاسبہ کر سکے۔

عصرِ حاضر میں جنسی اباحیت اور فحش مواد تک آسان رسائی بھی نسلِ نو کے اخلاقی تحفظ کے لیے سنجیدہ چیلنج ہے۔ قرآن مجید اس مسئلے کا علاج صرف آخری گناہ کی ممانعت سے نہیں کرتا بلکہ اس کی طرف لے جانے والے راستوں سے بھی اجتناب کی تعلیم دیتا ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾[23]

اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔

آیت میں زنا کے قریب نہ جانے کا اسلوب قابلِ توجہ ہے۔ اس میں صرف حرام فعل سے اجتناب نہیں بلکہ ان تمام اسباب اور ماحول سے دور رہنے کا اصول موجود ہے جو رفتہ رفتہ انسان کو اس فعل تک لے جا سکتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں اس اصول کا اطلاق غیر اخلاقی بصری مواد، نامناسب آن لائن تعلقات، جنسی استحصال پر مبنی مواد اور ایسی ڈیجیٹل عادات پر بھی کیا جا سکتا ہے جو نوجوان کی حیا اور ضبطِ نفس کو کمزور کریں۔ مؤثر تربیت صرف پابندیوں سے نہیں ہو گی بلکہ نوجوان کو یہ سمجھانا بھی ضروری ہے کہ نگاہ، خیال، عادت اور کردار ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حیا کو ایمانی شخصیت کا حصہ قرار دیا:

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

«الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ»[24]

حیا ایمان کا حصہ ہے۔

نبوی تصورِ حیا نوجوان کے لیے ایک داخلی حفاظتی نظام فراہم کرتا ہے۔ جب اخلاقی تربیت صرف اس خوف پر قائم ہو کہ والدین یا استاد دیکھ رہے ہیں تو نگرانی ختم ہوتے ہی پابندی کمزور پڑ سکتی ہے؛ لیکن جب نوجوان کے اندر اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی، اپنی عزتِ نفس اور دوسروں کے احترام کا احساس پیدا ہو جائے تو اخلاقی ضبط خارجی نگرانی سے داخلی نگرانی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ موجودہ ڈیجیٹل دور میں یہی تبدیلی سب سے زیادہ ضروری ہے۔

فکری تحفظ کا دوسرا اہم پہلو اپنی دینی اور تہذیبی شناخت کا شعوری ادراک ہے۔ نوجوان کو اپنی تاریخ اور تہذیب سے جوڑنے کا مقصد اسے دنیا سے الگ کرنا نہیں بلکہ اسے ایسی مضبوط شناخت فراہم کرنا ہے جس کی بنیاد پر وہ دوسری تہذیبوں اور جدید علمی تصورات کے ساتھ اعتماد اور تنقیدی شعور سے تعامل کر سکے۔ تہذیبی خود اعتمادی اور علمی کشادگی ایک دوسرے کی ضد نہیں؛ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب نوجوان نہ اپنی روایت کو علمی طور پر جانتا ہو اور نہ جدید افکار کا تنقیدی مطالعہ کر سکتا ہو۔

قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کی ذات کو اہلِ ایمان کے لیے عملی نمونہ قرار دیتا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾[25]

یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں سیرتِ نبوی ﷺ نوجوان کی شناخت کے لیے محض تاریخی معلومات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک عملی اخلاقی معیار ہے۔ جدید نوجوان کے سامنے متعدد شخصیات اور ثقافتی نمونے بطور رول ماڈل پیش کیے جاتے ہیں۔ اس صورت میں سیرت کی تعلیم اسی وقت مؤثر ہوگی جب رسول اللہ ﷺ کے اخلاق، معاملات، علم، رحمت، عدل، قیادت اور انسانی تعلقات کو نوجوان کی موجودہ زندگی کے سوالات سے مربوط کر کے پیش کیا جائے۔ اس سے نوجوان کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ اسلامی شناخت جدید زندگی سے فرار نہیں بلکہ اس کے اندر اصولی اور بامقصد زندگی گزارنے کا نام ہے۔

اسی طرح نوجوانوں کے ساتھ مکالمے کا نبوی طریقہ فکری تحفظ میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔ سابقہ بحث میں مذکور اس نوجوان کا واقعہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک انتہائی حساس سوال پیش کیا، اس امر کی واضح مثال ہے کہ نوجوان کے مشکل سوال کو محض سرزنش سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ خاندان، تعلیمی ادارے اور دینی مراکز ایسا علمی ماحول پیدا کریں جہاں نوجوان عقیدہ، اخلاق، تعلقات، جدید نظریات اور ڈیجیٹل زندگی سے متعلق سوالات اعتماد کے ساتھ پیش کر سکے۔ علمی مکالمہ نوجوان کو غیر معتبر ڈیجیٹل ذرائع سے فکری رہنمائی لینے کی ضرورت کم کر سکتا ہے۔

2۔ تعلیم، معاشی استحکام، خاندانی و سماجی ذمہ داری اور عملی تربیتی حکمتِ عملی

نسلِ نو کے تحفظ کا دوسرا اہم پہلو ایسا خاندانی اور سماجی ماحول فراہم کرنا ہے جس میں نوجوان اپنی صلاحیتوں کو مثبت سمت میں استعمال کر سکے۔ اخلاقی تربیت اس وقت زیادہ مؤثر ہوتی ہے جب اس کے ساتھ معیاری تعلیم، مناسب معاشی مواقع، خاندانی تعلق، صالح

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

صحبت، صحت مند تفریح اور اجتماعی خدمت کے امکانات بھی موجود ہوں۔ نوجوان سے ذمہ دار کردار کی توقع کرنا اور ساتھ ہی اسے تعلیم، رہنمائی اور جائز معاشی امکانات سے محروم رکھنا ایک نامکمل تربیتی رویہ ہے۔

اسلامی تعلیمات میں خاندان کو تربیت کا اولین ادارہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾[26]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیت میں خاندانی ذمہ داری کو محض مادی کفالت تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اہلِ خانہ کے دینی و اخلاقی تحفظ کو بھی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ نسلِ نو کی تربیت میں والدین کا کردار اس لیے بنیادی ہے کہ بچے اور نوجوان کے ابتدائی تصورات، جذباتی اعتماد، زبان، اخلاقی رویے اور زندگی کے متعدد بنیادی رجحانات گھر ہی میں تشکیل پاتے ہیں۔ والدین اگر صرف معاشی ضروریات پوری کرنے کو اپنی ذمہ داری سمجھیں لیکن بچوں کے سوالات، دوستوں، تعلیمی ماحول اور ڈیجیٹل سرگرمیوں سے مکمل لاتعلق رہیں تو تربیتی خلا پیدا ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ذمہ داری کے اسی جامع تصور کو بیان فرمایا:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[27]

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی زیرِ نگرانی افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

یہ حدیث نسلِ نو کی تربیت کو مشترکہ ذمہ داری کا درجہ دیتی ہے۔ والدین، اساتذہ، تعلیمی ادارے، مذہبی رہنما اور ریاستی و سماجی ادارے اپنی اپنی سطح پر نوجوان کی تشکیل میں حصہ لیتے ہیں۔ اگر گھر ایک قدر سکھائے، تعلیمی ادارہ دوسری اور عمومی ثقافتی ماحول تیسری سمت میں لے جائے تو نوجوان تضاد کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس لیے تربیتی اداروں کے درمیان بنیادی اخلاقی اقدار کے حوالے سے ہم آہنگی ضروری ہے۔

تعلیم اس پورے عمل کا بنیادی ستون ہے۔ معیاری تعلیم نوجوان کو محض ملازمت کے قابل بنانے کا ذریعہ نہیں بلکہ فکر، کردار اور اجتماعی ذمہ داری کی تشکیل کا وسیلہ بھی ہونی چاہیے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی علمی استعداد کو پہچاننے اور انہیں آگے بڑھانے کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ علم و تفسیر، حضرت زید بن ثابتؓ کتابت و علمی خدمات اور حضرت معاذ بن جبلؓ فقہی بصیرت کے حوالے سے نمایاں ہوئے۔ یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ نبوی تربیت میں تمام نوجوانوں کو ایک ہی سانچے میں ڈھالنے کے بجائے ان کی انفرادی صلاحیتوں کو پہچان کر انہیں مناسب میدان فراہم کیا گیا۔

نوجوانوں کو ذمہ داری دینے کا نبوی طرزِ عمل حضرت اسامہ بن زیدؓ کی مثال سے بھی نمایاں ہوتا ہے۔ کم عمری کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک اہم لشکر کی قیادت سونپی۔ یہ اقدام اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ تربیت صرف مستقبل کی ذمہ داری کے لیے تیاری نہیں بلکہ مناسب نگرانی کے ساتھ موجودہ زندگی ہی میں ذمہ داری دینے کا عمل بھی ہے۔ اگر نوجوان کو مسلسل ناتجربہ کار قرار دے کر فیصلہ سازی اور عملی خدمت سے دور رکھا جائے تو اس میں قیادت کی صلاحیت پیدا ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

معاشی پہلو بھی نوجوان کی شخصیت اور معاشرتی استحکام سے براہِ راست متعلق ہے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد طویل بے روزگاری، معاشی غیر یقینی اور جائز روزگار کے محدود مواقع نوجوان میں مایوسی اور سماجی بے اطمینانی پیدا کر سکتے ہیں۔ اسلامی منہج نوجوان کو محنت، حلال معاش، قناعت اور ذمہ دارانہ مالی رویے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید اسراف سے منع کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾[28]

اور اسراف نہ کرو؛ بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ قرآنی اصول نوجوان کی مالی تربیت میں بھی اہم ہے۔ موجودہ صارفیت پسند ثقافت میں کامیابی کو مہنگی اشیاء اور ظاہری معیارِ زندگی سے وابستہ کرنے کا رجحان نوجوان پر غیر ضروری معاشی دباؤ پیدا کر سکتا ہے۔ قناعت، بجٹ سازی، جائز کمائی، غیر ضروری قرض سے احتیاط اور ضرورت وخواہش کے فرق کو سمجھنا جدید مالی تربیت کے اہم اجزا ہیں۔ اس کے ساتھ ریاست اور معاشرے پر بھی لازم ہے کہ نوجوانوں کو تعلیم، فنی تربیت، کاروباری مواقع اور باعزت روزگار تک منصفانہ رسائی فراہم کرنے کی کوشش کریں۔

نوجوانوں کی مثبت سماجی شرکت بھی ان کے تحفظ کا مؤثر ذریعہ بن سکتی ہے۔ جب نوجوان کو تعلیم، رضاکارانہ خدمت، تحقیق، دعوت، کھیل، فلاحی سرگرمیوں اور قومی تعمیر کے منصوبوں میں بامقصد کردار دیا جاتا ہے تو اس کی توانائی مثبت رخ اختیار کرتی ہے۔ خالی وقت، بے مقصد زندگی اور سماجی تنہائی بعض اوقات منفی سرگرمیوں کے لیے زمین ہموار کر سکتے ہیں۔ نبوی منہج نوجوان کو معاشرے کا غیر فعال رکن نہیں بلکہ خیر کے قیام میں شریک فرد بناتا ہے۔

نسلِ نو کے تحفظ کے لیے اس پورے تربیتی تصور کو ایک مربوط حکمتِ عملی میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ خاندان محبت اور نگرانی کا توازن قائم کرے؛ تعلیمی ادارے علم کے ساتھ کردار اور تنقیدی فکر پیدا کریں؛ دینی ادارے نوجوان کے عصری سوالات سے علمی مکالمہ کریں؛ ریاست تعلیم، روزگار اور مثبت سماجی شرکت کے مواقع فراہم کرے؛ اور خود نوجوان کو یہ احساس دیا جائے کہ وہ محض تربیت حاصل کرنے والا فرد نہیں بلکہ اپنی شخصیت کی تشکیل کا ذمہ دار شریک بھی ہے۔

اس طرح قرآن و سیرت کی روشنی میں نسلِ نو کا تحفظ محض چند ممنوعات کی فہرست یا خارجی نگرانی کا نام نہیں رہتا، بلکہ ایمان، علم، اخلاق، خاندانی تعلق، معاشی ذمہ داری، فکری بصیرت، ڈیجیٹل شعور اور اجتماعی شرکت پر مشتمل ایک جامع تربیتی نظام بن جاتا ہے۔ یہی جامعیت عصرِ حاضر میں نسلِ نو کو فکری انتشار اور اخلاقی انحراف سے محفوظ رکھنے کے ساتھ اسے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بنا سکتی ہے۔

خاتمہ بحث

نسلِ نو کسی بھی معاشرے کے مستقبل کی محض وارث نہیں بلکہ اس کے حال کی فعال قوت بھی ہوتی ہے۔ نوجوانوں کی فکری، اخلاقی، روحانی اور عملی تربیت جس معیار پر ہوگی، مستقبل کا معاشرتی ڈھانچہ بڑی حد تک اسی کے مطابق تشکیل پائے گا۔ زیرِ نظر مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور سیرتِ نبوی ﷺ نسلِ نو کی تربیت کے لیے ایسا جامع منہج فراہم کرتے ہیں جو انسانی شخصیت کے کسی ایک گوشے تک محدود نہیں۔

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

قرآن مجید نوجوان کے اندر ایمان، تقویٰ، عفت، علم، عدل، ذمہ داری اور استقامت پیدا کرتا ہے، جبکہ سیرتِ نبوی ﷺ انہی اقدار کا عملی تربیتی نمونہ پیش کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کی اصلاح میں ان کی نفسیات اور صلاحیتوں کو ملحوظ رکھا، ان سے مکالمہ کیا، ان پر اعتماد کیا اور انہیں عملی ذمہ داریاں دے کر قیادت کے لیے تیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی کے نوجوان محض تربیت حاصل کرنے والے افراد نہیں رہے بلکہ علم، دعوت، قیادت اور اجتماعی تعمیر کے مؤثر کردار بن گئے۔

موجودہ عہد میں نسلِ نو کے مسائل کی نوعیت اگرچہ تبدیل ہوئی ہے، لیکن نبوی تربیت کے بنیادی اصول اپنی معنویت برقرار رکھتے ہیں۔ ڈیجیٹل بے اعتدالی، فکری انتشار، اخلاقی بے راہ روی، تہذیبی شناخت کا بحران، خاندانی فاصلے، معاشی مشکلات اور مقصدیت کا فقدان جیسے مسائل کا پائیدار حل اسی وقت ممکن ہے جب نوجوان کی داخلی شخصیت کو مضبوط بنانے کے ساتھ اس کے خارجی ماحول کی اصلاح بھی کی جائے۔

لہٰذا نسلِ نو کا حقیقی تحفظ محض برائیوں سے روکنے کا نام نہیں بلکہ اسے صحیح عقیدہ، مضبوط کردار، نافع علم، فکری بصیرت، عفت و حیا، معاشی ذمہ داری، تہذیبی خود آگاہی اور خدمتِ معاشرہ سے آراستہ کرنے کا نام ہے۔ تعلیماتِ قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تشکیل پانے والا یہی متوازن تربیتی تصور عصرِ حاضر کے نوجوان کو اپنی دینی شناخت برقرار رکھتے ہوئے جدید دنیا میں مثبت، باوقار اور ذمہ دار کردار ادا کرنے کے قابل بنا سکتا ہے۔

نتائج بحث

1. ایمان و عقیدہ کردار سازی کی بنیادی اساس ہے۔ قرآنی تعلیمات میں انسانی کردار کی اصلاح کا آغاز باطن سے ہوتا ہے۔ توحید، آخرت کا شعور اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس نوجوان کو ایسا داخلی اخلاقی معیار فراہم کرتا ہے جو محض خارجی نگرانی کا محتاج نہیں رہتا۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوان صحابۂ کرامؓ کی تربیت کا آغاز بھی ایمان کی پختگی سے ہوا، جس کے نتیجے میں ان کے اندر استقامت، قربانی اور ذمہ داری پیدا ہوئی۔
2. نسلِ نو کی تربیت میں خاندان بنیادی اور اولین ادارہ ہے۔ قرآن مجید کی ہدایت واضح کرتی ہے کہ والدین کی ذمہ داری صرف اولاد کی مادی ضروریات پوری کرنا نہیں بلکہ ان کی دینی، اخلاقی اور فکری تربیت بھی ہے۔ اس بنا پر نوجوان کے اخلاقی انحراف کو صرف اس کی انفرادی کمزوری قرار دینا درست نہیں؛ خاندانی ماحول، والدین کی عملی مثال اور تربیتی نگرانی بھی اس کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔
3. نبوی منہجِ تربیت جبر کے بجائے حکمت، شفقت اور مکالمے پر قائم ہے۔ نوجوان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے تعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح کے لیے محض حکم دینا کافی نہیں، بلکہ اس کی ذہنی سطح، جذبات اور حالات کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ زنا کی اجازت طلب کرنے والے نوجوان کے ساتھ آپ ﷺ کا حکیمانہ مکالمہ اس کا نمایاں نمونہ ہے۔
4. سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کی صلاحیتوں پر اعتماد کا عملی نمونہ فراہم کرتی ہے۔ نوجوان صحابۂ کرامؓ کو تعلیم، دعوت، قیادت، قضا، کتابت اور دیگر اجتماعی ذمہ داریاں دی گئیں۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ،

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے نوجوانوں کی علمی و عملی خدمات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ نوجوان کو صرف نصیحت کا مخاطب نہیں بلکہ امت کی تعمیر کا فعال شریک بنایا جانا چاہیے۔

5. علم اور کردار کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی تصورِ تعلیم میں علم محض معلومات یا معاشی ترقی کا وسیلہ نہیں بلکہ شخصیت سازی کا ذریعہ ہے۔ اس لیے ایسا نظامِ تعلیم جو پیشہ ورانہ مہارت تو فراہم کرے لیکن دیانت، ذمہ داری، حیا، عدل اور انسانی احترام پیدا نہ کرے، نسلِ نو کی جامع تربیت کے لیے کافی نہیں۔

6. عفت و حیا نوجوان کے اخلاقی تحفظ کا بنیادی داخلی حصار ہے۔ جدید ڈیجیٹل ماحول میں جہاں نوجوان غیر اخلاقی بصری اور فکری مواد تک بآسانی رسائی حاصل کر سکتا ہے، صرف خارجی پابندی دیرپا حل نہیں۔ اصل ضرورت ایسی تربیت کی ہے جس کے نتیجے میں نوجوان خود اپنے انتخاب، نگاہ اور رویے کا اخلاقی محاسبہ کر سکے۔

7. ڈیجیٹل دنیا نے نسلِ نو کے تحفظ کے تصور کو مزید وسیع کر دیا ہے۔ موجودہ دور میں نوجوان کی تربیت صرف گھر، مدرسے یا تعلیمی ادارے کے ماحول میں نہیں ہوتی بلکہ سوشل میڈیا، ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور عالمی ثقافتی رجحانات بھی اس کی فکر اور شخصیت تشکیل دیتے ہیں۔ لہٰذا نسلِ نو کی تربیت میں Digital Literacy کے ساتھ اخلاقی و دینی بصیرت بھی ضروری ہے۔

8. تہذیبی شناخت اور عصری شعور کے درمیان توازن ضروری ہے۔ نوجوان کو اپنی اسلامی تاریخ، تہذیبی روایت اور سیرتِ نبوی ﷺ سے جوڑنا اسے جدید دنیا سے الگ کرنا نہیں بلکہ اسے ایسی مستحکم شناخت فراہم کرنا ہے جس کے ذریعے وہ جدید نظریات اور تہذیبی اثرات کا شعوری تجزیہ کر سکے۔

9. معاشی مسائل نوجوانوں کی اخلاقی اور سماجی زندگی سے بھی مربوط ہیں۔ بے روزگاری، غربت، معاشی عدم استحکام اور جائز روزگار کے محدود مواقع نوجوان میں مایوسی اور احساسِ محرومی پیدا کر سکتے ہیں۔ اس لیے نوجوانوں کی اصلاح کو صرف اخلاقی وعظ تک محدود رکھنا کافی نہیں۔ انہیں معیاری تعلیم، فنی تربیت، کاروباری امکانات اور باعزت روزگار کی فراہمی بھی ایک مضبوط اور صالح نسل کی تشکیل سے متعلق ہے۔

10. نسلِ نو کے تحفظ کے لیے مشترکہ ادارہ جاتی ذمہ داری ناگزیر ہے۔ خاندان، مسجد، مدرسہ، اسکول، یونیورسٹی، میڈیا، ریاست اور سماجی ادارے اگر متضاد اقدار منتقل کریں تو نوجوان فکری کشمکش میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ مؤثر تربیتی نظام کے لیے ان اداروں کے درمیان بنیادی اخلاقی اصولوں پر ہم آہنگی ضروری ہے۔

تجاویز و سفارشات

1. والدین کے لیے ایسے منظم تربیتی پروگرام تشکیل دیے جائیں جن میں نوجوانوں کی دینی و اخلاقی تربیت کے ساتھ جدید نفسیاتی، سماجی اور ڈیجیٹل مسائل کو سمجھنے کی عملی رہنمائی شامل ہو۔

2. اسکولوں، کالجوں اور جامعات کے نصاب میں کردار سازی، اخلاقی فیصلہ سازی، سیرتِ نبوی ﷺ، ذمہ دار شہری زندگی اور Digital Ethics کو مناسب علمی انداز میں شامل کیا جائے۔

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

3. نوجوانوں کے دینی اور فکری سوالات کے لیے تعلیمی و دینی اداروں میں ایسے مکالماتی فورمز قائم کیے جائیں جہاں وہ خوف یا تحقیر کے بغیر اپنے شبہات اور سوالات پیش کر سکیں۔
4. سیرتِ نبوی ﷺ کی تدریس کو محض تاریخی واقعات تک محدود رکھنے کے بجائے نوجوانوں کی موجودہ زندگی، تعلیم، کیریئر، تعلقات، قیادت، سوشل میڈیا اور اخلاقی مسائل سے مربوط کیا جائے۔
5. نوجوانوں کو سماجی خدمت، علمی تحقیق، رضاکارانہ سرگرمیوں اور قومی تعمیر کے منصوبوں میں عملی ذمہ داریاں دی جائیں تاکہ ان میں اعتماد، قیادت اور اجتماعی جواب دہی پیدا ہو۔
6. ریاستی سطح پر نوجوانوں کے لیے معیاری تعلیم، فنی تربیت، Skill Development، کاروباری معاونت اور باعزت روزگار کے مواقع میں اضافہ کیا جائے۔
7. خاندان میں محض سخت نگرانی کے بجائے والدین اور نوجوانوں کے درمیان اعتماد، مکالمے اور جذباتی وابستگی پر مبنی تربیتی ماحول پیدا کیا جائے۔
8. نوجوانوں کو غیر اخلاقی ڈیجیٹل مواد سے محفوظ رکھنے کے لیے محض تکنیکی پابندیوں پر انحصار نہ کیا جائے بلکہ حیا، تقویٰ، ضبطِ نفس اور ذمہ دارانہ ڈیجیٹل استعمال کی داخلی تربیت کو ترجیح دی جائے۔
9. اسلامی تاریخ، تہذیب اور علمی ورثے سے نوجوانوں کی واقفیت کے لیے جامعات اور تعلیمی اداروں میں مطالعاتی پروگرام، لیکچرز اور تحقیقی سرگرمیاں منظم کی جائیں تاکہ تہذیبی خود اعتمادی علمی بنیادوں پر تشکیل پا سکے۔
10. خاندان، مسجد، مدرسہ، تعلیمی ادارے، میڈیا اور ریاست کے درمیان نسلِ نو کی تربیت کے لیے ایک مربوط حکمتِ عملی تشکیل دی جائے تاکہ نوجوان کو مختلف اداروں سے متضاد اخلاقی پیغامات کے بجائے متوازن اور ہم آہنگ رہنمائی حاصل ہو۔

References

1 Al-Taḥrīm, 66:6.
2 Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), Kitāb al-Jumuʿah, Ḥadīth No. 893.
3 Al-Kahf, 18:13.
4 Al-Aḥzāb, 33:21.
5 Al-Taḥrīm, 66:6.
6 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* , Ḥadīth No. 893.
7 Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī* (Cairo: Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1975), Abwāb al-Birr wa-l-Ṣilah, Ḥadīth No. 1952.
8 Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* , ed. Shuʿayb al-Arnaʾūṭ et al. (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 2001), 14:512, Ḥadīth No. 8952.
9 Al-Qalam, 68:4.
10 Al-Kahf, 18:13.
11 Yūnus, 10:83.
12 Al-Rūm, 30:54.

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 57-76

13 Al-Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī* , Abwāb Ṣifat al-Qiyāmah wa-l-Raqāʾiq wa-l-Waraʿ, Ḥadīth No. 2416.
14 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* , Kitāb al-Jihād wa-l-Siyar, Ḥadīth No. 2856.
15 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* , Kitāb al-Adhān, Ḥadīth No. 660.
16 Al-Bayyinah, 98:7.
17 Al-Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī* , Abwāb Ṣifat al-Qiyāmah wa-l-Raqāʾiq wa-l-Waraʿ, Ḥadīth No. 2516.
18 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* , Kitāb al-Īmān, Ḥadīth No. 9.
19 Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* , Musnad Abī Umāmah al-Bāhilī, Ḥadīth No. 22211.
20 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* , Kitāb al-Adab, Ḥadīth No. 6114.
21 Al-Aḥqāf, 46:13.
22 Al-Isrāʾ, 17:36.
23 Al-Isrāʾ, 17:32.
24 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* , Kitāb al-Īmān, Ḥadīth No. 9.
25 Al-Aḥzāb, 33:21.
26 Al-Taḥrīm, 66:6.
27 Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* , Ḥadīth No. 893.
28 Al-Anʿām, 6:141.

CC BY